قارئین بنام مدیر

افکار و تاثرات

۱۹۷۳ء کا آئین ایک اخباری بیان میں چند بزرگوں کے حوالہ سے یہ مژدۂ جانفزا سن کر خوشی کی انتہا نہ رہی کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں بھی اسلام کی حفاظت کی ضمانت موجود ہے۔ اب تو ہمیں اپنے ذوقِ مطالعہ کی کمی کا اعتراف برملا کرنا چاہئے۔ اگر سوءِ اتفاق سے اس دن اخبار نہ پڑھتے تو اب تک اندھیرے میں رہتے۔ اور خواہ مخواہ شریعت بل کے لئے دوڑ دھوپ کر کے اپنے آپ کو مفت میں تھکا دیتے۔ اب تو ہمیں چھٹی مل گئی، ۱۹۷۳ء کا آئین بحال ہو چکا ہے اور خود کار آلات سے خود بخود اسلام کی حفاظت ہوتی رہے گی۔

پچھلے سالوں میں ہم سے بہت بڑی غلطی یہ سرزد ہو گئی ہے کہ ہم نے ۷۳ء کے آئین کو کاغذ کے صفحات کے بجائے اس کے نافذ کرنے والوں کے گفتار اور کردار کے حوالہ سے ان کے چہروں میں پڑھا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیں تہہ بہ تہہ اندھیروں میں روشنی کی کرن نظر نہیں آئی۔ اس آئین کے خالق کی زبان سے نشہ کی حالت میں ہم نے سنا کہ:

"میں زیادہ نہیں پیتا، بس تھوڑی سی پیتا ہوں" اور یہ بھی سنا کہ "ہاں شراب پیتا ہوں خون نہیں پیتا"۔ اور یہ بھی کہ "اگر میں شراب پیتا ہوں تو کیا ہوا؟ فلاں صاحب بھی تو حلوہ کھاتا ہے"۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے ہمنوا بزرگ فتویٰ دیں کہ حالتِ سُکر میں سب کچھ جائز ہے لیکن ہم جیسے کل کے بچے اس قسم کا فتویٰ نہیں دے سکتے۔ پھر ہم نے اس آئین کے بنانے والے کی سینہ زوری بھی دیکھ لی کہ وہ ایک عالمِ دین کو اٹھوا کر اسمبلی سے باہر پھینک دیتا ہے اور یہ بھی اس چشم بدبخت نے دیکھ لیا کہ ایک نوجوان خادمِ دین شمس الدین کے خون سے اس ظالم کے ہاتھ رنگے ہوئے ہیں۔ ہم نے پنجاب کے ایک گورنر بہادر کی بہادری بھی دیکھ لی۔ کہ وہ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کو اغوا کر کے گورنر ہاؤس میں بٹھا دیتا ہے اور یوں عملاً گورنر ہاؤس کو قحبہ خانہ بناتا ہے۔ اور سرحد کے وزراء کو نوجوان مسلمان طلباء کے ہاتھوں پٹتے ہوئے بھی دیکھا کہ انہوں نے وزارت کو غنیمت جان کر ایک طالبہ کی عصمت پر ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اس وقت کے وزیر مذہبی امور کو سائنٹیفک سوشلزم اور مارکسزم کی بات کرتے ہوئے شرم نہیں آئی۔ ان تاریک چہروں کو دیکھ کر ہم نے آئین پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی تھی۔ جس کی وجہ سے ہم غلط فہمی کا شکار رہے۔ اور اب بحمد اللہ یہ بات منکشف ہو گئی ہے کہ ۷۳ء کے آئین میں اسلام کی حفاظت کی ضمانت موجود ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک مرد کے ہوتے ہوئے اس کی حفاظت نہیں ہو سکتی اس کے لئے ایک خاتون کی ضرورت ہے جو میدانِ عمل میں

کو دیکھی ہے۔ چونکہ ہم نے اس آئین کو نہیں پڑھا اور ہم اپنی کم علمی کا اعتراف بھی کرتے ہیں اس لئے محض آپ کو سمجھانے کی خاطر ان بزرگوں سے یہ سوال کرتے ہیں کہ آیا ۷۳ء کا آئین کسی خاتون کو ایسی پارٹی کا سربراہ بننے کی اجازت دیتا ہے جس میں اکثریت مردوں کی ہو۔ اور کیا وہ کسی خاتون کو مردوں کے جھگڑوں میں گھسنے کی اجازت دیتا ہے اور کیا وہ مردوں کو اجازت دیتا ہے کہ وہ ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جائیں اور اتنی بڑی اور اہم ذمہ داری کا بوجھ ایک بیچاری خاتون کے نازک کندھوں پر لاد دیں۔ اگر وہ اس کی اجازت نہیں دیتا اور یقیناً نہیں دے گا۔ کہ وہ اتنا اسلامی ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے شریعت بل کی ضرورت نہیں۔ تو پھر ان بزرگوں کو چاہیے کہ وہ اس خاتون کو ۷۳ء کے آئین کا پابند بنا کر اس کا تقدس بحال کریں اور اگر ان بزرگوں کے کہنے کے باوجود بھی اس آئین میں اس قسم کی اجازت ہے تو پھر ہم صاف صاف کہتے ہیں۔ کہ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ہو سکتا ہے یہ بزرگ فوراً فرما دیں کہ اس خاتون کے ساتھ ہمارا کیا تعلق جو ہم ان کو پابند بنا سکیں۔ تو اتنا ہم بھی جانتے ہیں کہ آپ ان کو پابند نہیں بنا سکتے البتہ تعلق سے آپ انکار نہیں کر سکتے۔ آپ ایم آر ڈی میں شامل ہیں۔ ایم آر ڈی کی اصل اور حقیقی سربراہ پیپلز پارٹی ہے۔ اور پیپلز پارٹی کی سربراہ یہی خاتون ہیں۔ اسی ہی خاتون کی سحر آفرینی ہے کہ آپ جیسے لوگ بھی شریعت بل کی مخالفت کرتے ہیں۔ آپ غالی شیعوں کے بارے میں بھی مُہر بہ لب ہیں اس لئے کہ اس خاتون کی ماں شیعہ ہیں۔ اور خود اس کے بارے میں نہیں کہا جا سکتا کہ وہ باپ کے مسلک پر ہے یا ماں کے۔ آپ ان لوگوں کے بارے میں بھی خاموش ہیں جنہوں نے قرآنی احکامات کا مذاق اڑایا۔ آپ نے ان عورتوں کے بارے میں کچھ نہ کہا جنہوں نے بے پردہ ہو کر جلوس نکالا۔ آپ نے تصویر کو جائز کیا اور بزعم خود اپنے جلسوں اور جلوسوں کو مختلف قد آور تصویروں سے زینت بخشی۔ جب کہ اہل نظر دیکھتے ہیں کہ اس خلافِ شریعت حرکت سے آپ کی قد کاٹھ کتنی کم ہو گئی ہے۔ آپ نے غریب علماء کو زکوٰۃ خوری کا طعنہ دیا یہی کچھ کمیونسٹ بھی کہتے ہیں۔ اقبال نے خوب کہا تھا ؎

متاعِ دین و دانش لٹ گئی اللہ والوں کی
یہ کس کافر ادا کا غمزۂ خوں ریز ہے ساقی

ابو عمار قریشی

<u>مجلس احرار کی تاریخ</u> | مجلسِ احرار اسلام کی سیاسی و دینی جدوجہد پر نئے زاویہ سے تحقیقی کام کے آغاز کا ارادہ ہے۔ اس سلسلہ میں جن احباب کے پاس معلومات، دستاویزات یا تصاویر ہوں وہ براہِ کرم رابطہ کریں مشکور ہوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) محمد طارق۔ شعبۂ تاریخ، ایچی سن کالج۔ لاہور ۳